Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر: نسیم سیفی)
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹/۷۴ | منگل ۱۲ شعبان ۱۴۰۹ ھ ۲۱ امان ۱۳۶۸ ہش ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء | نمبر ۶۸

بندہ ـ اور اللہ

یاد رہے کہ بندہ تو حسنِ معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حد ہی کر دیتا ہے اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور زمین اور آسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے ———— حضرت اقدس

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"بعض انسانوں کو دیکھو گے کہ کافیاں اور شعر سن کر وجد و طرب میں آجاتے ہیں مگر جب ان کو کسی شہادت کے لیے بلایا جائے تو غور کریں گے کہ ہمیں معاف رکھو۔ ہمیں تو فریقین سے تعلق ہے۔ ہمیں اس معاملہ میں داخل نہ کرو۔ پس سچائی کا اظہار نہ کریں گے۔ ایسے لوگوں کے وجد و سرور سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ جب کسی ابتلا میں آجاتے ہیں تو اپنی صداقت کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ ان کا وجد و سرور قابلِ تعریف نہیں۔ یہ وجد و سرور ایک عارضی چیز اور طبعی امر ہے۔ بعض منکرین اسلام جن کو تمام پاکبازوں سے دلی عداوت ہے۔ وہ بھی اس سرور سے حصہ لیتے ہیں۔ ایک متعصب ہندو مثنوی مولوی رُوم رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر سرُور حاصل کرتا تھا۔ حالانکہ وہ دشمنِ اسلام تھا۔ کیا تم سانپ کو پاکباز مانو گے جو بانسری سن کر سرور میں آجاتا ہے۔ یا اونٹ کو خدا رسیدہ قرار دو گے جو خوش الحانی سے نشہ میں آجاتا ہے۔ سچائی کا کمال جس سے خدا خوش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنی وفاداری دکھائے۔ ایسے انسان کا تھوڑا عمل بھی دوسرے کے بہت عمل سے بہتر ہے۔"

"انسان دوسرے شخص کی دل کی بات معلوم نہیں کر سکتا اور اس کے قلب کے مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ اس لیے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے۔ بلکہ صبر سے انتظار کرے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھوں گا اور کسی کو اپنے سے کم تر خیال نہیں کروں گا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنے کیلئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دن اس نے۔ ایک دریا کے پل کے پاس جہاں سے بہت آدمی گزر رہے تھے ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور اسکے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک بوتل اس شخص کے ہاتھ میں تھی۔ آپ پیتا تھا۔ اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا اس نے اس پر بدظنی کی اور خیال کیا کہ میں اس بے حیا سے تو ضرور بہتر ہوں۔ اتنے میں ایک کشتی آئی معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا۔ دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا اور اس بدظن سے کہا۔ تو مجھ پر بدظنی کرتا تھا۔ سب کو میں نکال لایا ہوں ایک کو تو نکال لا۔ خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لیے بھیجا تھا۔ اور تیرے دل کے ارادہ سے مجھے اطلاع دی۔ یہ عورت میری والدہ ہے۔ اور بوتل میں شراب نہیں دریا کا پانی ہے۔
غرض انسان دوسرے کی نسبت جلد رائے نہ لگائے۔"
(ملفوظات جلد دوم صـ ۲۴۷-۲۴۹)

نمایاں کامیابی

میرے دوست مکرم منور احمد جاوید ابن چوہدری محمد اسلم صاحب ایاز محلہ دار الصدر شرقی ربوہ (حال زعیم مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ دار الحمد لاہور) نے امسال پنجاب یونیورسٹی کے ایم۔ اے ہسٹری (فائنل) کے امتحان میں ۵۴۴ نمبر حاصل کر کے اپنے کالج میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ جبکہ ایک پرچہ میں وہ یونیورسٹی بھر میں اوّل رہے ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ اور جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس کامیابی کو مزید اعلیٰ کامیابیوں کا زینہ بنائے۔ اُنہیں انکے ارفع مقاصد میں کامیاب کرے اور دین و دنیا کی حسنات عطا فرمائے۔

سید احمد رضوان ابن سید عبد الحی صاحب فائنل ائیر (الیکٹریکل) انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

● میرے بھائی مکرم لطف الرحمٰن خالد صاحب وثیقہ نویس کی اہلیہ محترمہ گردے کی تکلیف سے بیمار ہیں احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔

(حبیب الرحمٰن غوری)

★ ہمارے بزرگ خادم سلسلہ مکرم مولوی صالح محمد صاحب سابق مجاہد افریقہ ان دنوں صاحب فراش ہیں اور نوشہرہ میں اپنے فرزند مکرم کرنل نسیم احمد سیفی صاحب کے ہاں مقیم ہیں۔ جملہ احباب اور بزرگان سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ کامل صحت اور شفا عطا فرماوے

محمد رشید ارشد۔ زعیم انصار اللہ نوشہرہ کینٹ

★ خاکسار کے والد محترم میاں فضل احمد صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دولیاہ جٹاں آزاد کشمیر تین چار ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ چلنے پھرنے سے قاصر ہیں بات چیت بھی نہیں کر سکتے۔

احباب جماعت سے ان کی صحت یابی کے لئے دردمندانہ درخواستِ دُعا ہے۔

(محمد یعقوب کارکن وکالت تصنیف)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱؍ امان ۱۳۶۸ ہش ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء

بچوّں کے متعلق سوچئے

نفسیات کا علم بطور ایک سائنس کے تو اب سامنے آیا ہے لیکن جن باتوں پر اس علم کی بنیاد ہے یا جن باتوں سے اس کا تعلق ہے وہ تو اس وقت سے موجود ہیں جب سے انسان اس کرۂ ارض پر آیا ہے پہلے لوگ ان باتوں کا ذکر کرتے تھے بغیر اصطلاحات کے لیکن ذکر ضرور کرتے تھے۔ سوچتے تھے اور غور کرتے تھے۔

اب یہ باتیں اس لئے کھل کر سامنے آگئی ہیں کہ ایک سائنسی تکنیک سے ان پر غور بھی ہوتا ہے اور یہ پڑھائی بھی جاتی ہیں۔ اب اسمیں مثالیں دے کر سمجھایا جاتا ہے کہ بچے کے ساتھ کیا سلوک کریں گے تو کیا نتیجہ نکلیگا۔ یا جو بچہ کوئی خاص حرکت کرتا ہے یا کسی خاص قسم کے جذبات کا اظہار کرتا ہے اس کے ماضی میں کونسی بات اس کا باعث بنی ہے۔

آج یہ بات اس لئے کہنے کی ضرورت پیش آئی کہ ہم نے دیکھا ایک ماں اپنے چھوٹے سے بچے کے ساتھ گلی میں جا رہی تھی۔ راستے میں ایک چھوٹا سا پلاّ (کتے کا بچہ) ملا۔ ماں نے اس کی طرف اشارہ کرکے بچے کو ڈرایا۔ یہ پلاّ تمہیں کاٹے گا۔ بچہ فوراً اپنی ماں کی ٹانگوں کے ساتھ چمٹ گیا۔ اور رونے لگا۔ ہم نے سوچا کہ جس بچے کو اس طرح ڈرایا گیا ہے وہ بہادر کیسے بنے گا۔ یہ ڈر تو اس کے خون میں رچ جائے گا اور وہ کسی نہ کسی چیز سے ساری عمر ڈرتا ہی رہے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ بچوں کو نیک بنانے کے لئے اچھی باتیں بتانے کی ضرورت ہے اور بہادر بنانے کے لئے انہیں خوف سے دور رکھنے کی اور یہ باتیں مائیں ہی کر سکتی ہیں۔ اگر مائیں اپنی باتوں کا خیال رکھیں اور یہ سوچیں کہ وہ اپنے بچے کو کیا بنانا چاہتی ہیں تو سوائے شاذ حالات کے بچے واقعی ویسے ہی بن جائیں گے۔ کسی بات کو وقتی نہ سمجھیں، ہر بات بچے کے تحت الشعور میں قائم رہتی ہے اور اپنے اثرات پیدا کرتی ہے۔ لیکن ہے یہ بات سوچنے کی۔ سوچے بغیر تو جو کچھ ہوتا آیا ہے وہی ہوتا رہے گا۔

مظلوم کی فریاد سنی جائے گی آخر
تقدیر ہر اک زخم کو سہلائیگی آخر
ظالم کو اگر ڈھیل بھی مل جائے تو کیا ہے
اک روز تو چپ اسکو بھی لگ جائیگی آخر

ابوالاقبال

محبت کا ایک آنسو

ہزار علم و عمل سے ہے بالیقیں بہتر
وہ ایک اشکِ محبت جو آنکھ سے ٹپکا

خراجِ حسن میں ہر جنس سے گرانمایہ
نذورِ عشق میں کیا خوب گوہر یکتا

نہ انفعال، نہ حسرت، نہ خوف و غم باعث
وہ ایک اور ہی منبع ہے جس سے یہ نکلا

نہ اس کے راز کو دو کے سوا کوئی جانے
نہ یہ کسی کو خبر، کب بنا کہاں ڈھلکا

جو چھلکے آنکھ میں تو مست و بے خبر کردے
گرے تو لے دیں ملائک اسے لپک کے اٹھا

نہیں زمانہ میں اس سا کوئی فصیح و بلیغ
جو دل کا حال ہو دلبر سے اس طرح کہتا

عرق ہے خونِ دلِ عاشقاں کا یہ آنسو
یہی ہے نارِ محبت سے جو کشید ہوا

یہ تحفہ وہ ہے جو خالص خدا کی خاطر ہے
نہیں ہے اس میں ریا اور نفاق کا شعبہ

پناہِ تیزیٔ خورشیدِ روزِ محشر ہے
ملے گا اشک کی برکت سے عرش کا سایہ

"جو عینِ جاریہ" درکار ہے اے زاہد خشک
تو عینِ جاریہ اپنی بھی کچھ بہا کے دکھا

مَیں کیا سرشکِ محبت! تیری کروں تعریف
کہ ذاتِ باری نے خود تجھ کو دوست فرمایا

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب

یارب!

اہلِ انصاف کی حکومت ہو
ہر شریف آدمی کی عزّت ہو
پاک، یہ مُلکِ پاک ہو جائے
سُرخرُو جگ میں اپنی مِلّت ہو

راجہ نذیر احمد ظفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ کی روح پرور مجلس سوال و جواب

علم و عرفان کا ایک خزانہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سوال و جواب کی مجالس علم و عرفان کا ایک انمول خزانہ ہیں جس میں سے اس وقت چند جواہر پارے افادۂ احباب کے لئے پیش خدمت ہیں۔ (مرتبہ مکرم یوسف سلیم صاحب ملک)

(۱)

احمدی سائنسدان قرآنی آیات کو اپنی علمی تحقیق کیلئے منتخب کریں

فرمایا ہمارا اس وقت (مغرب کی نماز کے بعد) اکٹھے بیٹھنے کا مقصد یہ ہے کہ دوست اپنا کوئی مسئلہ بیان کرنا چاہیں یا کوئی بات پوچھنا چاہیں تو اسکا موقع دیا جائے اسلئے دوستوں میں سے جو بھی کچھ کہنا چاہیے یا پوچھنا چاہیے اس کو اجازت ہے وہ بے تکلفی سے پوچھے۔

خدا کی ایک حیرت انگیز تخلیق: احباب ابھی سوالات پوچھنے کی تیاری کر رہے تھے کہ کراچی کے موسم کا تذکرہ چھڑ گیا اور باتوں باتوں میں مچھروں کا ذکر چل نکلا حضور نے فرمایا: سندھ میں مچھروں سے بچنے کے لئے لوگ پہلے مسہریاں لگاتے تھے لیکن مسہریاں بھی تیز ہوا میں اُڑ جاتی ہیں اور مچھر ہوشیار بہت ہے۔ کسی نہ کسی طرح داؤ مار جاتا ہے۔ اخبار میں ایک کارٹون بنا ہوا تھا کہ ایک آدمی مسہری لگا کر خود چارپائی کے نیچے گھس گیا ہے۔ کوئی دوسرا اس سے پوچھتا ہے کہ مسہری تم نے اوپر لگائی ہوئی ہے اور خود چارپائی کے نیچے گھس رہے ہو تو کہتا ہے کہ تمہیں مچھر کا پتہ نہیں ہے یہ بہت ہوشیار ہے مسہری میں گھس جاتا ہے۔ اس لئے میں اسے دھوکا دے رہا ہوں۔ مچھر کو خدا تعالےٰ نے ایسے آلات عطا فرمائے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ بہت ہی لطیف حس رکھتا ہے بڑی حیرت انگیز مشینری ہے مثلاً تین ٹیوبیں (چھلے) ہیں اوپر تلے جن کی OUTER - PROTECTING الگ ہے۔ پھر ایک مواد ہے جسے کاٹنے سے پہلے جلد پہ لگاتا ہے تو وہ چیز خون کو پتلا کر دیتی ہے جس سے اس کے لئے خون چوسنا آسان ہو جاتا ہے۔ پھر اسکی اندرونی ٹیوب ہے اس کے اندر پھر وہ چھید کرنے والی سوئی ہے۔ وہ پہلے جلد کو چھید کرتا ہے پھر اس کے اوپر ٹیوب فٹ کرتا ہے اور دو قسم کے اس کے پَردوں کے سیٹ ہیں۔ ایک خود بخود ہر وقت کام کر رہے ہیں اور دوسرا اس کے قبضہ قدرت میں ہے جب چاہے استعمال کرے۔ دونوں اختیار میں ہیں لیکن ایک کے لئے اسے زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑتی۔ خود بخود کام کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر اس کا ریڈار سسٹم ہے جو اس کو یہ بتا دیتا ہے کہ جلد کس جگہ پتلی ہے کہاں موٹی ہے۔ آدمی جاگا ہوا ہے یا سویا ہوا ہے۔ یہ بھی اس کو پتہ لگ جاتا ہے۔ اور پھر وہ پتلی جلد جہاں خون نزدیک ہو وہاں پورے اندھیرے میں اس کو پتہ لگ رہا ہوتا ہے کہ کون سی جلد اچھی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے تجربے کئے ہیں کہ ایک بڑے بوڑھے آدمی کو اور ایک بچے کو سلایا ہے تو بوڑھے کو اس نے بالکل چھوڑ دیا ہے اور بچے کے پاس گیا ہے۔ پھر مختلف جگہوں پر ان کو الگ الگ کیا اور چھپایا لیکن مچھر کو دھوکا نہیں دے سکے۔ اس کو خوشبو آجاتی ہے کہ خون کس جگہ پتلا اور نزدیک ہے۔

اللہ تعالےٰ نے یہ ساری باتیں مچھر کو عطا فرمائی ہیں اور یہ تو میں نے مختصراً بتایا ہے اس پہ پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے مچھر کا PHENOMENA کس طرح وجود میں آیا ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس بات سے نہیں شرماتا کہ مچھر کی مثال دے اور عام طور پر جو ترجمہ ملتا ہے اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہے تو شرمانے کی بات لیکن شرماتا نہیں۔ یعنی خدا ایسی ذلیل چیز کی مثال بھی دے دیتا ہے۔ یہ تاثر ملتا ہے۔ حالانکہ وہاں یہ تاثر ہے کہ جس کو تمہاری آنکھیں ذلیل دیکھتی ہیں اتنی حیرت انگیز خدا کی تخلیق ہے کہ اس کو بھی فخر کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے جو اس سے زیادہ بڑی تخلیق ہے اس کا اندازہ کرو کہ وہ کتنی عظیم الشان ہو گی۔ اور اس کے اندر کتنے حیرت انگیز خدا تعالیٰ کی قدرت کے کارخانے کام کر رہے ہوں گے۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب۔

چنانچہ مچھر کے اوپر میں نے ایک دفعہ باہر لکھا بھی تھا مجھے زیادہ مواد نہیں ملا لیکن بعض ایسے مضامین ملے کہ اس میں کہ جب میں نے اس کا کارخانہ پڑھا تو عقل بالکل دنگ رہ گئی۔ ایسی آیات ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایک آیت کی مثال لے آؤ۔ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اوّل تو وہاں مچھر ہوتا ہی نہیں تھا۔ صحرائی ریتلا علاقہ ہے پینے کو پانی نہیں ملتا۔ مچھر نے وہاں جا کے کیا کرنا ہے۔ اور مثال چنتا ہے مچھر کی۔ اور مضمون کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ وہ ایک چیلنج ہے۔ یعنی کوئی شرم والی بات ہے ہی نہیں پتہ نہیں کیوں غلطی سے، لاعلمی سے لوگوں نے یہ ترجمے کر دیئے۔ ضروری نہیں کہ (اللہ تعالےٰ پناہ دے۔ ناقل) اس کو حماقت ہی قرار دیا جائے بڑے بڑے نیک لوگ تھے ان کے پاس یہ دیکھنے کے لئے کہ صحیح ترجمہ کر سکتے اس وقت علمی مواد نہیں تھا اس وقت تک ظاہر نہیں ہوا تھا اب جبکہ ظاہر ہو گیا اب سمجھ آئی ہے ان آیات کی گویا کہ ہر زمانے کے لئے کوئی نہ کوئی آیت چُپ کر کے بیٹھی ہے چیلنج دینے کے لئے اور مختلف وقتوں میں وہ آیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے پڑے ہوئے ہیں وقت کے اوپر ہم ان کو قدرِ معلوم کے مطابق نازل کرتے رہتے ہیں۔ تو جس طرح دنیا میں نئے نئے خزانے ظاہر ہو رہے ہیں۔ کہیں اٹامک انرجی ظاہر ہو گئی کہیں کچھ اور ظاہر ہو گیا۔ اب کوانٹم اور مارکس اور ان چیزوں کے نتیجہ میں انسان کے سامنے دولتوں کی ایک نئی دنیا کھل گئی ہے۔

احمدی سائنس دانوں کو نصیحت: بس یہ کہنا کہ قرآن کریم ماضی میں کہیں پیچھے بیٹھ گیا ہے اور اس کی آیات وقت کے چیلنج کے مطابق ظاہر نہیں ہو رہیں یہ بڑی بے وقوفی ہے۔ اسی لئے میں احمدی سائنسدانوں پر زور دیتا رہتا ہوں کہ وہ CO RELATIONSHIP شروع کریں اور اپنے علم کو قرآنی علم کے ساتھ تطبیق دینا سیکھیں اس کی آیات پر غور کریں۔ تو بعض ایسی آیات جو بظاہر بالکل خاموش پڑی ہوئی ہیں جن کی طرف توجہ نہیں ہوتی جس طرح انسان بڑے خاموش طبیعت ہوتے ہیں اسی طرح بعض آیات بھی بڑی خاموش طبیعت ہیں چپ کر کے پڑی ہوئی ہیں جب کبھی سامنے آتی ہیں نظر اُن کو محسوس نہیں کرتی حالانکہ ان کے اندر علم کے ایسے ایسے خزانے مدفون ہیں کہ اگر ان کو کھودیں اُن میں جستجو کریں تو کئی نئے علوم نکل آتے ہیں۔ اب اسی آیت پر غور کریں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مثلاً اگر کوئی احمدی زوالوجسٹ مضمون لکھے تو اس مضمون کے ذریعہ اس کو اور بھی بہت سی چیزیں ملیں گی۔ جب خدا تعالیٰ اس کو ایک چیلنج کے طور پر پیش کرتا ہے تو یہ ایک پختہ اور قطعی بات ہے کہ اس کا کوئی حصہ بے معنی نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے ایک احمدی زوالوجسٹ سے کہا تھا کہ محض اس کی یہ ظاہری تخلیقی خوبیاں مراد نہیں ہیں۔ اس میں ایک اور چیلنج بھی مخفی ہے اور وہ یہ ہے کہ مچھر کا ارتقا ثابت کر کے دکھاؤ۔ مچھر ایک ایسا جانور ہے جس کو پیچھے کی سمت چلائیں گے۔ تو ارتقا ثابت ہو گا۔ اس سے پہلے کی کڑیاں نکالنی پڑیں گی مثلاً یہ ٹیوب کس طرح بنی اور پہلے خالی اتفاقاً ٹیوب بن گئی تھی پھر اس کے اوپر اتفاقاً دوسری ٹیوب بن گئی پھر اتفاقاً تیسری ٹیوب بن گئی پھر اتفاقاً اس کے اندر وہ مادہ آ گیا جو خون چوسنے کے لئے جلد کو تیار کرتا ہے۔ ان اتفاقات کی سائنٹیفک توجیہات پیش کرنی چاہئیں اور اس سے پہلی منازل دکھانی چاہئیں۔ اگر مچھر بچ گیا ہے اور امیبا بھی بچا ہوا ہے اور قدیمی بکٹیریا جراثیم بھی بچے ہوئے ہیں اور ان کے جسمانی نظام مل رہے ہیں تو مچھر سے پہلے کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ارتقائی دور ہے اس کی بھی ساری چیزیں سامنے آنی چاہئیں . تو یہ چیلنج یہاں کھڑا نہیں ہو جاتا . قرآنی چیلنج کوئی محدود چیلنج نہیں ہیں جن باتوں کو قرآن پیش کرتا ہے ان کے پیچھے علم کا ایک بڑا جہان ہے . تو اس مچھر کے اندر ہی ایک بڑا زبردست چیلنج ہے ان لوگوں کے لئے جو اندھے ارتقا کے قائل ہیں یعنی یہ سمجھنا کہ اتفاقاً حادثات کے نتیجہ میں ارتقا منزل بمنزل آگے بڑھا ہے لیکن وہ منزلیں جو آرگنائز ہوئیں ان میں کسی آرگنائزر کا دخل نہیں تھا، یہ ہے اندھا ارتقاء - اور آرگنائزڈ (منظم) ارتقاء کا مطلب یہ ہے کہ ارتقاء ہے تو سہی لیکن تمام مواد اس بات کو یقین کرنے کے لئے موجود ہے کہ یہ ارتقاء از خود یعنی اندھا ارتقاء نہیں تھا - از خود پیدا ہونے والی چیز نہیں تھی بلکہ باہر کوئی ہستی ہے جو اس کو آرگنائز کر رہی ہے جو اس کو ترتیب بخش رہی ہے . پس ان دو تھیوریز یعنی اندھے ارتقاء اور آرگنائزڈ ارتقاء میں بڑا فرق ہے .

پس مچھر اکیلا ہی خدا تعالےٰ کی ہستی کے ثبوت کو پیش کرتا ہے تب ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ...... خدا تو نہیں شرماتا ، تم اپنے طور پر اس تخلیق کو ایک ذلیل سی چیز دیکھتے ہو . خدا فرماتا ہے میں اسی کو چیلنج کے طور پر پیش کرتا ہوں جس کو تم حقیر دیکھ رہے ہو اب اندازہ کرو ..... جو اس سے اوپر کی چیزیں ہیں ان کی کیا حیثیت ہو گی ان کا کیا حال ہو گا ۔ اور (اس سے اوپر ۔ ناقل) کا ایک دوسرا رخ بھی ہے کہ اس سے ادنیٰ تخلیق میں بھی اتر کے دیکھ لو ادنیٰ سے ادنیٰ چیز میں بھی جاؤ گے تو وہاں بھی خدا کے لئے شرمانے کی کوئی وجہ نہیں ملے گی اور جو اوپر کی ہے وہ تو ہے ہی بڑی شاندار ۔ اس لئے میں احمدی سائنسدانوں پر بار بار زور دیتا ہوں کہ اس قسم کی آیات اپنے علم کے لحاظ سے منتخب کریں پھر ان میں تحقیق کریں ۔ اسی آیت پر مزید تحقیق ہو سکتی ہے ۔ اس پر مضامین لکھیں اور غیر کی دنیا کو چیلنج کے طور پر پیش کریں پھر وہ اپنے اصل مقام پر پہنچیں گے . جو احمدی سائنسدان کا مقام ہے ۔ (مجلس سوال و جواب کراچی ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء)

(۲)

ایک احمدی عورت کو عطا ہونے والا حیرت انگیز نشان

حیات بعد الموت :- ایک دوست نے عرض کیا ایک کتاب لائف آفٹر لائف (حیات بعد الموت) مارکیٹ میں آئی ہوئی ہے اس کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے . فرمایا یہ کتاب میں نے بھی پڑھی ہے - اس میں زیادہ تر تو ایسا مضمون ہے جو ہمارے کام کا نہیں ہے میں اس کی وجہ بتاتا ہوں ۔

اس کتاب میں مصنف نے مختلف ڈاکٹرز کے تجارب اکٹھے کئے ہیں کہ ایک آدمی جو طبی نقطہ نگاہ سے مر چکا تھا لیکن واقعۃً وہ نہیں مرا تھا کیونکہ جن کو ڈاکٹرز اس طور پر مردہ قرار دے چکے ہیں ان میں سے بعض کیسز واپس بھی آئے ہیں - ان کے واپس آنے کے بعد ان کے جو بیانات ہیں وہ تمام دنیا میں اس کتاب کے مصنف کے نزدیک اتنے تسلسل سے ملتے ہیں کہ ان پر ہمیں اعتبار کرنا پڑے گا اور وہ ایک ہی قسم کا تجربہ بیان کرتے ہیں اور وہ تجربہ یہ ہے کہ جس وقت ہمیں مردہ قرار دیا گیا تو ہم اس وقت محسوس کر رہے تھے ، سن رہے تھے ، دیکھ رہے تھے لیکن بغیر آواز کے سن رہے تھے بغیر روشنی کے دیکھ رہے تھے یعنی ہمارا تجربہ جو تھا وہ نہ آنکھ کے واسطے سے تھا ، نہ کان کے واسطے سے تھا بلکہ براہ راست ایک علم تھا اور پتہ ہے کہ کون ہے اور دیواریں بیچ میں حائل نہیں تھیں مثلاً روشنی کے ذریعہ دیکھ رہے ہوں تو پھر تو دیواروں کو حائل ہو جانا چاہیئے اور ان کے تجارب وہ لکھتا چلا جاتا ہے کہ ان تجارب کو جب انہوں نے بیان کیا تو واقعۃً ایسی باتیں اچھے مستند ڈاکٹرز کی گواہی کے مطابق اسی طرح ہوئی تھیں جن کا علم اس مریض کے لئے اس حالت میں تو بالکل ہی ناممکن تھا لیکن ایسی باتیں بھی تھیں جو دوسرے کمروں میں ہوئی تھیں . یہ ہے بظاہر موت کے بعد شعور کی حالت - لیکن سوال یہ ہے کہ آگے جا کر وہ جو کہانی بیان کرتا ہے وہ کہانی ہمارے نقطہ نگاہ سے درست نہیں ہے اور اس میں کوئی ایسا VARIABLE FACTOR نہیں ہے اور کوئی نشان نہیں ہے جس کو ہم دنیا کے سامنے ثبوت کے طور پر پیش کر سکیں . وجہ یہ ہے کہ نیک اور بد ہر شخص جو اس طرح مرا وہ کہتا ہے اس کا ایک ہی جیسا تجربہ ہے ایک ہی طرح کا اطمینان دکھائی دیتا ہے . حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مرنے والا موت سے پہلے ہی اس حالت کو دیکھ لیتا ہے جو اس کی حالت آگے تیار ہے ۔ وہ جہنمی ہے تو کرب اس کے اندر پیدا ہو جاتا ہے اس کو موت کے فرشتے نظر آ رہے ہوتے ہیں جو عذاب دینے والے اور ہلاک کرنے والے فرشتے ہیں اور دوسرا جو نیک آدمی ہے اس کو طمانیت کے پیغام ملنے شروع ہو جاتے ہیں سکینتِ قلب نصیب ہوتی ہے ۔

اس کتاب پر میرا پہلا ردّ عمل یہ ہوا تھا کہ یہ سلوک سارے ایک جیسے ہیں ۔ اس لئے ہو سکتا ہے اس نے منتخب کر کے چیزیں اکٹھی کی ہوں اور بہت ساری شہادتیں چھوڑ دی ہوں ۔ چنانچہ اس کتاب پر سائنس دانوں نے بھی تنقید کی ہے ۔ سائنسی اعتبار سے وہ بھی اس کو رد کر چکے ہیں کہ یہ مواد بلا ثبوت ہے ۔ انہوں نے تحقیق کے بعد کہا ہے کہ جو حق تھا شہادت کا (یعنی ثبوت فراہم کرنے کا) مصنف نے وہ پورا نہیں کیا ۔ گپوں کا عنصر بھی اس میں شامل ہو گیا ہے اور کہیں بعض حصے دبا دیئے ہیں اور کہیں زیادہ زور دیا گیا ہے اس لئے اس کتاب نے اپنی قدر و قیمت کھو دی ہے ۔

اس کے برعکس جماعت احمدیہ میں بعض ایسے تجارب سامنے آتے ہیں جو نہ صرف یہ کہ حیات بعد الموت پر روشنی ڈال رہے ہیں بلکہ معین اور یقینی نشان بھی ساتھ رکھتے ہیں جو کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اہل اللہ کو عطا ہوتے ہیں اور وہ جماعت جو خدا سے تعلق رکھتی ہے صرف اس کو عطا ہوتے ہیں ۔ یہ صرف باتیں نہیں ہوتیں کہ اس نے کہا کہ میں سکینت محسوس کر رہا تھا بلکہ اس کو خدا تعالےٰ بعض دفعہ ایسے نشان دیتا ہے جو پورے ہوتے ہیں اور اس کے لئے طمانیت قلب کا موجب بنتے ہیں ۔

کینسر کی مریضہ کی معجزانہ شفایابی : انگلستان میں ہارٹلے پول ایک جگہ ہے وہاں ایک احمدی بچی رہتی ہے اس کا خاوند ڈاکٹر ہے اس کو ایک دفعہ ایک خواب آئی کہ ایک ڈبل ڈیکر بس ہے سرخ رنگ کی اور وہ اس کے اوپر چڑھتی چلی جا رہی ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ میں اس سے ہلاک ہو جاؤں گی تو پھر وہ اس کو ہاتھ رکھتی ہے تو ہاتھ رکھنے سے ہی وہ خود بخود قریب آ کر کھڑی ہو جاتی ہے ۔ اور نقصان نہیں پہنچاتی ۔ اس بچی کو (دعوت الی اللہ ۔ ناقل) کا شوق ہے ۔ بڑی نیک فطرت بچی ہے اس نے ایک عیسائی عورت کو (احمدی ۔ ناقل) بنا لیا تھا لیکن ابھی اس نے باقاعدہ بیعت نہیں کی تھی اس کو اس نے یہ خواب سنائی اور اس کے بعد وہ بیمار ہوئی اور ڈاکٹرز نے دیکھ کر کہا کہ ٹھیک ہو گئی ہے واپس بھیج دیا ۔ اس سابقہ عیسائی عورت نے کہا تم اطمینان نہ کرو تم نے ڈبل ڈیکر دیکھی ہے ۔ بیماری نے دوسرا حملہ تم پر کرنا ہی کرنا ہے ۔ خدا بچائے گا ضرور لیکن میں یہ تعبیر سمجھی ہوں ۔ چنانچہ بظاہر صحت پانے کے بعد اچانک اس کی طبیعت بگڑی واپس ہسپتال گئی تو پتہ لگا کہ کینسر ہے اور وہ جو خواب کی کیفیت تھی کہ سرخ رنگ کی بس چڑھتی چلی آ رہی ہے ۔ وہ پھر ظاہر ہوئی ۔ تو آگے جو واقعات آنے والے ہیں ایک تو ان کا ایک پس منظر ہے جو سارے کا سارا ایک تسلسل میں ہو گا اس کو EVIDENCE کہتے ہیں ۔

آگے چلتے ہیں ۔ جب وہ کینسر کی مریضہ آپریشن کے لئے چلی گئی تو چونکہ بہت بڑا آپریشن تھا اس لئے ڈاکٹرز نے اس کو بہت زیادہ مقدار میں دوائیں دیں ۔ یہاں تک کہ ان کا خیال تھا کہ قریب المرگ کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے مریضہ مکمل بیہوشی میں چلی گئی تھی ۔ اس وقت اس نے ایک نظارہ دیکھا ۔ اس نے دیکھا کہ خدا تعالےٰ سے میری گفتگو ہو رہی ہے لیکن آواز کی شکل میں نہیں اسی طرح ایک علم کی شکل میں اللہ تعالےٰ بتاتا ہے کہ تمہاری تو موت مقدر ہو گئی ہے تم اب نہیں بچتیں ۔ اس پر یہ بڑے درد سے عرض کرتی ہے کہ اے اللہ! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں واپس نہ جاؤں گی تو کیا بنے گا مجھے بچوں کی بڑی فکر ہے ۔ اب اللہ تعالےٰ اس کو جو جواب دیتا ہے وہ اس کو یاد رہا ہے وہ بھی ایسا گہرا جواب ہے کہ جس طرح میں اس کو جانتا ہوں اس کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا ۔ کہتی ہے کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے کہا کہ تم کیا سمجھتی ہو کہ یہ جو زمین کا ایک نقطہ ہے اور اس میں ایک چھوٹا سا واقعہ ہے یہ میری سکیم آف تھنگز کو بدل دے گا میری تو وسعتیں لا انتہاء ہیں اور قانون جاری ہیں ان میں زمین کا یہ چھوٹا سا نقطہ اور اس نقطے میں ایک چھوٹا سا ہونے والا واقعہ اور چند بچے ، یہ ایسی چیزیں نہیں ہیں جو میری تقدیر کو بدل دیں ۔ بالکل چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں تو یہ کہتی ہے میں پھر عرض کرتی ہوں کہ اے خدا ! یہ تقدیر بھی تو تیری بنائی ہوئی ہے ۔ تو اس تقدیر کو بدل سکتا ہے میں تیری عظمت کو مانتی ہوں ۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو جواب دیتا ہے کہ تجھے مرے ہوئے پانچ ہزار سال گذر چکے ہیں اس لئے میں اس کو نہیں بدلوں گا یعنی بظاہر ایک مشکل بتائی جاتی ہے ۔ یہ جواب دیتی ہے یہ بھی خدا

کی شان ہے اس کو جواب سکھاتا چلا جاتا ہے ساتھ ساتھ۔ کہ اے اللہ تو ماسٹر آف سپیس یعنی MASTER OF SPACE ہی تو نہیں ہے تُو ماسٹر آف ٹائم MASTER OF TIME بھی ہے اس لئے وقت کی دقتیں تو ہمارے عاجزوں کے سامنے ہیں میں تجھ سے عرض کر رہی ہوں تیرے سامنے تو وقت کوئی اہمیت نہیں رکھتا تُو بنانے والا ہے تُو وقت کو واپس موڑ سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اچھا ہم تجھے واپس بھیج دیتے ہیں لیکن تمہیں دو نشان دیتے ہیں تاکہ تمہیں پتہ لگے کہ ہم نے یعنی ایک صاحب اقتدار ہستی نے واپس بھیجا ہے اور وہ اسی طرح ظاہر ہوں گے تب تمہیں یقین ہوگا کہ یہ فرضی اور خیالی قصے نہیں ہیں بلکہ واقعات ہیں۔ ایک نشان یہ ہے کہ تمہیں وہ خون دیں گے اور تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہوگی تم خون بدلانے کی وجہ سے بچ نہیں رہی تم نہ لینا۔ دوسرا نشان یہ کہ تمہیں عام جو دستور ہے اس کی نسبت بہت زیادہ شدید درد ہوگی اور ڈاکٹرز کی جو دوائیاں ہیں وہ کام نہیں آئیں گی ڈاکٹرز بھی ناکام ہوں گے لیکن تم مطمئن رہنا درد تمہیں مارے گی نہیں یہ ہم تمہیں بتا دیتے ہیں۔

میڈیکل تاریخ کا حیرت انگیز واقعہ:۔ مریضہ کی اس حالت کا آپ خواہ بھی نام رکھیں حیات بعد الموت یا عظیم الشان کشف بہرحال جب یہ خاتون ہوش میں آئی تو اسے خون دیا جا رہا تھا اور آدھی بوتل جسم میں جا چکی تھی اس نے اپنے خاوند سے جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا کہا کہ اس کو ہٹا دو۔ اس نے کہا بالکل نہیں ہٹانا۔ اتنے میں سرجن ڈاکٹر بھی آگیا خاوند نے کہا بی بی یہ کہتی ہے ڈاکٹر نے کہا بالکل نہیں ہٹانا۔ مریضہ نے کہا میں کہتی ہوں اس کو ہٹا دو مجھے اس کی ضرورت نہیں تو ڈاکٹر نے کہا۔ نہیں لیکن اچانک اس کو اتنا شدید ری ایکشن ہوا کہ سارا جسم پھول گیا ڈاکٹر نے جلدی جلدی سرنج نوچ کر باہر نکالی۔ تو اب جو نشان ہے وہ میں بتانا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر نے اس کے خاوند کو جو خود بھی ڈاکٹر تھا کہا یہ ایک حیرت انگیز واقعہ ہوا ہے جو میڈیکل ہسٹری میں ایک نیا واقعہ ہے کیونکہ جس کو خون سے ری ایکشن ہونا ہو اس کو پہلے قطرہ سے ہو جایا کرتا ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آدھا خون جا چکا ہو پھر ری ایکشن ہو اور پھر جس کو ری ایکشن ہو جائے اس کو دوائی دیئے بغیر ٹھیک نہیں ہوتا لیکن اس کا ری ایکشن فوراً ختم ہو گیا۔ ڈاکٹر حیران ہو گیا اور چکر میں پڑ گیا۔ ابھی اس نے اپنی پوری بات بتائی نہیں تھی کیونکہ بہت کمزور تھی تاہم اس کو بڑا اطمینان ہوا کہ عجیب وغریب واقعہ ہوا ہے۔ مجھے خدا نے یہ جو کہا تھا کہ تم شک میں نہ پڑ جانا میں تمہیں نشان دیتا ہوں یہ بات درست ہو گئی۔ دوسرے درد اتنی شدید اٹھی کہ ناقابل برداشت تھی اور ڈاکٹروں نے کہا کہ ہم تمہیں درد کو روکنے والی ادویات بھاری مقدار میں دے چکے ہیں۔ ان سے فائدہ نہیں ہو رہا اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے اس سے زیادہ ادویہ کا استعمال تو مارنے والی بات ہے اور پھر پانچ منٹ کے اندر اندر درد اس طرح غائب ہو گئی کہ گویا تھی ہی نہیں۔ اب جو جماعت اس قسم کے تجربوں سے گزر رہی ہو اور اپنے ساتھ نشان رکھتی ہو جو دنیا کے لئے چیلنج ہوں جن کے بارہ میں خدا ڈاکٹروں کو ساتھ گواہ بنا رہا ہو ان کو لائف آفٹر لائف جیسی کتابوں کی ٹامک ٹوئیوں کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔

حیات بعد الموت کے تصور کی اہمیت:۔ ایک اور بات ہے اور وہ یہ کہ لائف آفٹر لائف کے مطابق اعمال سے قطع نظر جو شخص بھی مرتا ہے وہ PEACE (حالت اطمینان) میں چلا جاتا ہے۔ اب دیکھنے والی بات ہے کہ ایک آدمی جو ظالم اور سفاک ہو اس کا بھی یہی انجام ہے اور ایک نیک آدمی کا بھی یہی انجام ہے اس طرح تو آپ ایک چیز میں اعتقاد پیدا کریں گے دوسری میں اڑا دیں گے اس سے کس طرح استفادہ کر سکتے ہیں۔ مذہب میں حیات بعد الموت کے تصور کی اہمیت دو طرح سے ہے ایک یہ کہ ہر انسان کے زندہ رہنے کی تمنا کو ایک (حوصلہ) IMPETUS ملتا ہے اور ایک اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ سب کچھ یہیں ختم نہیں ہو گیا۔ مظلوم سمجھتا ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک اور دور آنے والا ہے۔ یہاں میں آج تھوڑا سا دکھی ہوں کانٹا چبھ گیا اگلا سفر زیادہ لمبا اور خوشکن ہے ایک طمانیت ہے لیکن جہاں تک اثر کا تعلق ہے وہ ہمارے اعمال حسنہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ پس حیات بعد الموت کا تصور انسانی سوسائٹی کو حسین بنانے میں بے انتہا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب اور آخرت پر اتنا زور دیا ہے کہ اس کو ایمان کی بنیادوں میں داخل کیا ہے۔ مرنے کے بعد جو ہونا ہے وہ تو ہو گا لیکن

(دین حق۔ ناقل) صرف وہی نہیں رکھتا (دین حق۔ ناقل) کہتا ہے اس ہونے والے واقعات میں اگر وہ تمہارا ایمان بن جائیں تو انہوں نے تمہاری زندگی پر بھی اثر ڈالنا ہے اور یہاں جو زور دیتے ہیں ایمان پر وہ زندگی پر اثر ڈالنے کی خاطر دیتے ہیں ورنہ جو نہیں مانے گا اس کی آخرت بھی تو ہے ہی فرق کیا پڑتا ہے یعنی مر کر اگر زندہ ہونا ہے تو سب نے زندہ ہونا ہے جو نہیں مانتا اس نے بھی زندہ ہونا ہی ہوتا ہے اس سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر کیوں زور دیا گیا ہے اس لئے کہ یہاں کے اعمال اچھے ہوں۔ جو LIFE AFTER LIFE کتاب ہے اس پر ایمان لائیں تو یہاں کے اعمال بد ہو جائیں گے کیونکہ وہ کتاب یہ کہتی ہے کہ اعمال سے بے نیاز جو شخص بھی مرتا ہے PEACE (حالت اطمینان) میں چلا جاتا ہے تو ہر آدمی اگر حالت اطمینان میں چلا جاتا ہے تو یہاں جو مرضی عیش و عشرت کرو پھر یہ مصیبت سہیڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ کتاب ہمارے تصور کے خلاف ہے ہمارا تصور شہادتوں پر مبنی ہے ہم زندہ خدا کے قائل ہیں اس لئے لازماً ایسی کتابوں کو رد کریں گے جو قرآن کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہوں۔" (مجلس سوال وجواب کراچی ۱۳ فروری ۱۹۸۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم عالمی جماعت احمدیہ کے تمام احباب کرام کی خدمت میں
احمدیہ صدسالہ جشن تشکر
کے مبارک موقع پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
الحمد جیولرز // اقصیٰ روڈ ربوہ

ہم اپنے تمام کرم فرماؤں کو
احمدیہ صدسالہ جشن تشکر
کے مبارک موقع پر مبارکباد پیش کرتے ہیں
رضوی ٹریڈرز || اقصیٰ روڈ ربوہ

ہم عالمی جماعت احمدیہ کے تمام احباب کی خدمت میں
احمدیہ صدسالہ جشن تشکر
کے مبارک موقع پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
میاں مبارک احمد طور گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ

ہم جماعت احمدیہ کے تمام احباب کی خدمت میں احمدیہ صدسالہ جشن تشکر
کے موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
طاہر سٹیشنرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خادم صاحب (عبدالرحمٰن خادم گجراتی)

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب

مجھے خادم صاحب سے اپنی پہلی ملاقات ہمیشہ یاد رہے گی۔ جنوری ۱۹۲۸ء میں جب میں پرنس آف ویلز کالج جموں کی کرکٹ ٹیم کا کپتان تھا۔ اور ایک صبح ہمارا گورنمنٹ کالج گجرات سے یونیورسٹی کا میچ ہونے والا تھا۔ میدان میں دونوں ٹیمیں جمع ہو رہی تھیں کہ عبدالمجید قریشی صاحب (جو روزنامہ انقلاب کے رپورٹر تھے) مجھے ملے اور کہا۔ کہ کیا مجھے معلوم ہے کہ ہماری جماعت کے معروف مناظر۔ خادم صاحب بھی گجرات ٹیم کے ممبر ہیں۔ میری قریشی صاحب سے خاصی بے تکلفی تھی۔ بے تکلفی کے انداز میں ہی کہا۔ کہ یہ ناممکن ہے کہ خادم صاحب کسی کالج کے طالب علم ہوں۔ وہ تو ہماری جماعت کے نامور عالم ہیں۔ فن مناظرہ کے ماہر اور کئی مذہبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ قریشی صاحب نے کہا۔ نہیں۔ تمہیں غلطی لگی ہے۔ خادم صاحب تمہاری طرح کالج کے طالب علم ہی ہیں۔ اور آج تمہاری مدمقابل ٹیم کی طرف سے کھیلیں گے۔ اتنے میں خادم صاحب اِدھر آ گئے۔ اور قریشی صاحب نے انہیں میرے سامنے لاکھڑا کیا۔ ہم نے حیران ہو کر ("ہم" نے نہیں۔ "میں" نے۔ کیونکہ اسی وقت تک خادم صاحب کو معلوم ہو چکا تھا کہ جموں کالج کا کپتان احمدی ہے) ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور میں نے اپنے تصور کے "بزرگ اور جید عالم" سے بالمشافہ گفتگو کرنے کا حظ اٹھایا۔ یہ حقیقت میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کہ علمی اور مذہبی دنیا میں نام پا چکنے والا خادم کسی کالج کا طالب علم ہے۔ اس ملاقات کے بعد ہم دونوں کرکٹ کے رشتہ سے باہم منسلک رہے۔

انگریزی کا ایک مقولہ ہے۔ جن سے دیوتے محبت کرتے ہیں۔ وہ جوانی میں ہی فوت ہو جاتے ہیں (یہاں اس محاورے کو صرف ادبی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے) خادم صاحب بھی چھوٹی عمر میں ہی اپنے مولا سے جا ملے۔

ان کا مذہبی جوش وخروش عیسائیت۔ آریہ دھرم اور دیگر غیر مذاہب کے عقائد کا مطالعہ اور احمدیت کے متعلق گہرا اور وسیع علم۔ اور پھر اس علم کو پیش اور زور تکلم کرنے کی غیر معمولی صلاحیت۔ مزاح وتنقید کی اہلیت اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا رہے۔ اور جماعت کے نوجوان طبقہ کو ان کے اوصاف اپنانے کی توفیق بخشے۔

ملک ولایت خان صاحب ریحان کے حالات زندگی

(ملک احمد خان ریحان دارالیمن ربوہ)

میرے ماموں ملک ولایت خان صاحب ریحان سابق آڈیٹر تحریک جدید ربوہ بعمر ۶۵ سال بروز جمعرات ۲۲ جنوری ۱۹۸۹ء کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ اگلے روز بعد نماز جمعہ بیت المہدی کے سامنے مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ بعد تدفین مولوی محمد ابراہیم صاحب بھامڑی نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ہم لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

موصوف ملک حسن خان صاحب ریحان آف چھنی تاجہ ریحان ضلع سرگودھا کے فرزند اکبر تھے۔ اور ملک غلام حیدر صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی کے برادر اکبر تھے۔

آپ نے اپنی یاد میں چار لڑکے چار لڑکیاں اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں۔ آپ کی اولاد میں سے بڑے لڑکے مکرم ملک بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ بھلوال ہیں۔

موصوف بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ پابند صوم وصلوٰۃ، خوش اخلاق، خوش گفتار، سادہ لوح اور سلسلہ کے ایک فعال کارکن تھے گریجوایٹ تھے۔ سرکاری ملازمت ترک کر کے مرکز میں ملازمت کر لی۔ محلہ دارالنصر میں مکان بنایا۔ کافی عرصہ سیکرٹری مال رہے۔ محلہ میں واقع بیت الاقبال ابتداء میں آپ کی ہی نگرانی میں تعمیر ہوئی تھی دو شوق آپ کو مرتے دم تک ساتھ رہے۔ ایک صبح کو خوش الحانی سے سورۃ یٰسین کا ورد کرنا۔ دوسرا گھڑ سواری آپ نے ربوہ میں منعقدہ گھوڑ دوڑ میں قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نور اللہ مرقدہ سے پہلا انعام حاصل کیا تھا۔

آپ کا نام تاریخ احمدیت میں درج ہے۔ حضرت فضل عمر پر حملہ کے وقت موجود تھے۔ آپ کے ذاتی کردار کا اثر مخالفوں پر بھی تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میرے نانا ملک حسن خان صاحب کی زندگی کے بعد برادری میں اکثر ثالثی فیصلے آپ ہی کے تسلیم کئے جاتے تھے۔ آپ اگرچہ کہنہ گریجوایٹ تھے اور اپنے علاقہ میں اس وقت واحد گریجوایٹ تھے۔ ڈاکٹر اقبال کے تلامذہ میں سے تھے۔ لیکن انتہائی سادہ ہونے کی وجہ سے کوئی محسوس نہیں کر پاتا تھا کہ ایک سادہ لباس میں ایک متبحر عالم چھپا ہوا ہے۔

تقسیم ملک سے پندرہ بیس سال قبل کا واقعہ ہے کہ ایک انگریز پادری مع میم صاحبہ کے اپنے تبلیغی دورہ پر جا رہے گاؤں میں آ رہا تھا۔ کہ آپ سادہ دیہاتی لباس میں اپنے جانوروں کو نہر سے پانی پلا رہے تھے کہ انگریز نے آپ سے گاؤں کا راستہ پوچھ لیا۔ آپ نے شستہ انگریزی میں انگریز سے گفتگو کی کہ وہ وہیں سے واپس ہو گیا۔ آپ کی قبولیت دعا کے نتیجہ میں ایک بار بارش ہوئی۔ اور ایک بار آپ کی دعا سے مخالفین کے منصوبے ناکام ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔"

کیا آپ اپنے بچوں کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ وہ جمعہ کی نماز ادا کیا کریں۔ نماز کے بعد بڑے وقار کے ساتھ بیت سے باہر نکلیں اور جو کچھ خطبہ میں سنا ہو وہ اُن دوستوں کو بتائیں جنہوں نے نہ سُنا ہو۔ اس طرح وہ نیکی کرنے اور نیکی پھیلانے کا باعث بنیں گے۔

طلباء یونین

انسانی فطرت کو بدلا تو نہیں جا سکتا۔ لیکن اس کے ضرر رساں پہلوؤں کا ضرر کم ضرور کیا جا سکتا ہے۔ یہ خیال مجھے اسلئے آیا کہ پہلے طلباء یونین موجود تھیں پھر ان کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اب پھر ان کی اجازت مل گئی ہے۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ طلباء یونین کو ممنوع قرار دیا جانا چاہئے وہ کہتے ہیں کہ یونین بن جانے سے دھڑے بازی ہو جاتی ہے اور آپس میں لڑائی جھگڑے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ جو یہ چاہتے ہیں کہ طلباء یونین ہونی چاہئیں۔ ان کا خیال ہے کہ یونین نہ ہو تو جھگڑے فساد کا ذمہ دار کس کو قرار دیا جائے۔ اور طلباء کے مفید پروگرام کون بنائے۔ اور کس طرح چلائے جائیں۔ یہ دونوں خیال ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نہ تو یونین کا ہونا جھگڑے فساد کو ختم کر سکتا ہے اور نہ ہی یونین کی عدم موجودگی اس میں ممد ثابت ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی فطرت جیت کی خواہش مند ہے اور ہارنے سے الرجک ہے۔ دنیا میں کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ وہ مقابلے میں ہار جائے اور اگر ہار جائے تو اس کا اطمینان قلب اسی طرح بدستور قائم نہیں رہتا جیسے پہلے تھا۔ اور اس کے برے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ آپ کتنے ہی مقولے پیش کریں کہ ہارنا اور جیتنا مقصد نہیں ہے حصہ لینا مقصد ہے۔ کھیلوں سے آپ کہتے ہیں کہ آپس کے تعلقات بڑھتے ہیں۔ اخلاق بہتر ہوتے ہیں لیکن آپ نے کھیلوں ہی کے دوران لڑائیاں ہوتی بھی دیکھی ہیں۔ گذشتہ ایام میں ایک کھیل کے دوران یا اس کے معاً بعد ایسا ہنگامہ ہوا کہ کوئی آدمی ہلاک ہو گئے۔ کرکٹ کا کھیل ہے تو ایمپائر سے جھگڑا ہے۔ بال دینے والے سے جھگڑا ہے۔ بلے باز سے جھگڑا ہے کہیں نہ کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی صورت اگر بڑھتے بڑھتے جائز حدود سے (اور نہیں کہہ سکتے کہ ان حدود کو جائز کہا بھی جا سکتا ہے یا نہیں) آگے بڑھ جائے تو ضرر کو کم کیسے کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک ظاہری طریق تو یہ ہے کہ ضرر میں اضافہ کرنے والی چیزوں کی روک تھام کی جائے اگر دو آدمی لڑیں اور دونوں کے پاس پستول یا بندوق ہو تو خطرہ بہت بڑھ گیا۔ اگر انکے پاس لاٹھیاں ہوں تو خطرہ تو موجود ہے لیکن پستول اور بندوق سے کم۔ اگر انکے پاس لاٹھیاں بھی نہ ہوں۔ تو خطرہ تو پھر بھی موجود ہے۔ لیکن پستول اور بندوق سے اور لاٹھیوں سے کم۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخر ہاتھا پائی کریں گے نا۔ ہاتھا پائی میں کس حد تک تو نقصان ہو سکتا ہے آنکھ پر گھونسا لگے اور آنکھ نکل جائے۔ سر پر کسی ایسی جگہ مکہ پڑے کہ دوسرا شخص حواس باختہ ہو جائے لیکن بہر حال لاٹھی۔ پستول اور بندوق سے تو یہ نقصان کم ہے۔ اس طرح ہم سمجھتے ہیں کہ طلباء یونین ہوں یا نہ ہوں اصل بات جسکی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ ضرر رساں سامان کو طلبا سے الگ کیا جائے۔ اب جو یہ کہتے ہیں کہ ہوسٹلوں میں اسلحہ بھرا ہوا ہے۔ تو جنگ اسلحہ کے ساتھ ہو گی۔ اسلحہ نہیں ہو گا تو لاٹھیاں رکھیں گے۔ لاٹھیاں نہیں رکھیں گے تو ہاتھا پائی ہو گی چلو ہاتھا پائی ٹھیک کی اس رنگ میں اجازت دے دی جائے کہ ضرر کم ہو لیکن اجازت دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان سے کہا جائے کہ آپس میں لڑو۔ لڑائی کو روکنے کیلئے ہر ممکن طریقہ استعمال کرنا چاہیئے لیکن اگر انسانی فطرت سے مجبور ہو کر کچھ لوگ (یہاں لوگ سے مراد طالب علم ہیں) آپس میں لڑ ہی پڑیں تو چلو ہاتھا پائی ہو لینے دیں۔ ہماری اس بات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہاتھا پائی ہو ہم یہ چاہتے ہیں کہ لڑائی بندوق اور پستول سے نہ ہو اور لاٹھیوں سے بھی نہ ہو۔ اور اگر برامر مجبوری انہوں نے لڑنا ہی ہے تو پھر اپنے ہاتھ پاؤں استعمال کر لیں۔ ضرر تو کم ہو گا نا۔ لیکن اگر تلقین عمل جاری رہے نیکی کی طرف رجحان پیدا کرنے کی کوششوں کا تسلسل نہ ٹوٹے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہاتھا پائی کی نوبت بھی بہت کم آئے گی۔ نتیجتہً ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ دو باتوں کی ضرورت ہے۔ ایک تو یہ کہ ضرر رساں چیزیں طلبا سے الگ کر دی جائیں اور دوسری یہ کہ نیکی کیلئے تلقین عمل کی کوشش جاری رکھی جائے۔ یہ کہ سو آدمی ایک طرف اور سو دوسری طرف لڑیں۔ اس سے بہتر ہے کہ پچاس ایک طرف اور پچاس دوسری طرف اور اس سے بھی بہتر ہے کہ دس ایک طرف اور دس دوسری طرف اور اس سے بھی بہتر ہے کہ ایک ایک طرف اور ایک دوسری طرف لیکن سب سے بہتر بات یہ ہے کہ یہ بھی نہ لڑیں اور وہ بھی نہ لڑیں۔ اور انتہائی سکون کے ساتھ اطمینان کے ساتھ طلباء آپس میں رہیں اور اپنے پیار اور محبت کے تعلقات کو قائم رکھیں۔

تم لوگوں کو بشارت دیتا ہوں کہ تم میں جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ ابدال ہے۔

(حضرت اقدس)

سائنس اور قیامت کا تصور

ہر ذی روح کو فنا ہونا ہے۔ موت کے دم سے ہی زندگی کا حسن قائم و دائم ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو کوئی زندگی کی قدر نہ کرتا۔ اگر موت نہ ہوتی تو جینے کا نام زندگی نہ ہوتا

موت کیا ہے

زندگی کے اجزاء کا پریشان ہونا

اس کائنات میں بقاء صرف اور صرف اس اعلیٰ و ارفع ہستی کی ہے جو خالق کائنات ہے۔ قرآن کریم نے روز قیامت کے متعلق واضح کیا ہے۔ لیکن اس کی حتمی تاریخ اور یہ کہ کتنی مدت بعد اور کس روز قیامت آئے گی یہ خدا تعالیٰ نے انسان کی مصلحت کی خاطر نہیں بتایا۔

ہمیں دینی علوم کے ذریعے قیامت کا جو حال معلوم ہوا ہے وہ اس طرح ہے کہ اس روز سورج سوا نیزے پر ہو گا جس کی تپش سے اہل عالم جھلس جائیں گے۔ آسمان لپیٹ لئے جائیں گے پہاڑ روئی کے گالوں کی مانند اڑتے پھریں گے اور ہر مخلوق سے اس کے اعمال کی باز پرس ہو گی۔

سائنس بھی قیامت کی توجیح معلوم کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے اور ان کوششوں کے نتیجے میں بے شمار نظریات وجود میں آئے ہیں۔

۱۔ چونکہ ہماری حیات اور زمین کی سلامتی کا تمام تر دارومدار سورج پر ہے۔ اگر آج سورج چمکنا بند کر دے تو پل بھر میں ہماری زمین سے حیات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ ایک نظریے کے مطابق سورج اپنی توانائی خارج کرتے ہوئے مسلسل سکڑ رہا ہے کوئی بعید نہیں سکڑتے سکڑتے فنا ہو جائے اور سردی زیادتی کرۂ ارض سے حیات کو نیست و نابود کر دے۔

۲۔ ایک اندازے کے تحت زمین کے گرد لپٹا ہوا گیسوں کا غلاف آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ اگر اسی طرح ہوا ہمارا ساتھ چھوڑتی رہی تو آخر کار یہ غلاف غائب ہو جائے گا۔ آکسیجن ناپید ہو جائے گی۔ ستارے اور شہابیے جو پہلے اس ہوائی غلاف سے ٹکرا کر خود فنا ہو جاتے تھے زمین کے اندر داخل ہو کر اسے بھسم کر دیں گے۔

۳۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ زمین اور نظام شمسی کے دیگر سیاروں کی سورج کے گرد گردش رفتہ رفتہ سست ہوتی جا رہی ہے عین ممکن ہے کہ یہ حرکت مزید سست ہو کر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور زمین سورج کی بے پناہ کشش کے زیر اثر اس کے اندر جا گرے۔ یہی تو قیامت ہو گی

۴۔ مذہبی نقطۂ نظر سے جو نظریہ ذہنوں میں جڑیں پکڑتا محسوس ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ سورج کی تیز حرارت سے زمین پر حیات کا موجود رہنا محال ہو جائے گا۔ اس نظریے کو سائنسی زاویے سے ظاہر کرتے کے لئے ہمیں سورج میں رونما ہونے والے تغیرات کا مشاہدہ کرنا پڑے گا۔ ہائیڈروجن گیس کے ایٹم ہیلیئم گیس میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جوں جوں ہائیڈروجن ایٹم کم ہوتے جا رہے ہیں سورج کی تپش بڑھتی جا رہی ہے جس وقت ہائیڈروجن کی مقدار بے حد کم ہو کر سورج کو بے انتہا شعلہ فشاں بنا دے گی۔ اس وقت زمین پر سے حیات کے آثار مٹ چکے ہوں گے۔ ہر ذی روح جل بھن کر خاکستر ہو چکی ہو گی۔

۵۔ ایک اور اندازے کے مطابق زمین اور سورج کا فاصلہ بتدریج کم ہوتا جا رہا ہے گو کہ یہ تبدیلی بے حد معمولی ہے لیکن یہی معمولی اور خفیف اعداد و شمار ہی مدتوں گزرنے کے بعد زبردست تغیرات کی صورت کی اختیار کر لیتے ہیں مثلاً زمین کی گردش جو رفتہ رفتہ کم ہوتی جا رہی ہے کروڑوں سال پہلے ہماری زمین پر صرف چار گھنٹے کا دن ہوا کرتا تھا مگر ہم ۲۴ گھنٹے کا دن گزارتے ہیں مستقبل میں گردش کی رفتار مزید سست ہونے کے امکانات ہیں۔ دونوں صورتوں میں تباہی کے خطرے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۶۔ ہیئت دان کہتے ہیں کہ یہ کائنات برابر پھیل رہی ہے۔ اجرام فلکی ایک دوسرے سے تیزی سے پرے ہٹ رہے ہیں۔ سائنسدانوں کا ایک گروہ یہ نظریہ رکھتا ہے کہ کائنات لامحدود ہے لیکن اکثریت کے نزدیک کائنات کسی نہ کسی حد تک پھیل رہی ہے لیکن یہ سوال یقیناً چکرا دینے والا ہے کہ آخر اس حد کے بعد کیا ہے؟

اگر کائنات کی حد موجود ہے تو یہ عظیم الشان وسیع و عریض کائنات اس نقطے تک پہنچنے کے بعد واپس سکڑنا شروع ہو گی اور اسی طرح سکڑتے سکڑتے ایکدوسرے کی کشش کے زیر اثر کائنات میں موجود اجرام ایک دھماکے کے ساتھ یک لخت آپس میں پیوستہ ہو جائیں گے۔ اس وقت بعینہ وہی صورت ہو گی جو کائنات کی تشکیل کے وقت دھماکے سے تھی۔ جب کائنات میں مادہ تصور سے زیادہ دھکتی ہوئی وسیع و عریض گیند کی صورت میں گندھا ہوا تھا اور یہ کائنات کروڑوں سال تک تغیرات سے دوچار رہنے کے بعد واپس اپنی اسی ابتدائی شکل میں ہمیشہ کے لئے تغیرات سے نجات حاصل کر کے دائمی سکوت کی آغوش میں میٹھی نیند سو جائے گی۔

۷۔ اسی کے متعلق ایک اور دلچسپ اور منطقی نظریہ جدید ترین ایٹمی طبعیات پیش کرتی ہے۔ سائنسدانوں کے خیال میں ہماری کائنات سے ماورا ایک کائنات بھی موجود ہے۔ جو ہماری کائنات کی بجا طور پر ضد ہے یعنی ضد مادہ پر مشتمل ہے مادہ اور ضد مادہ آپس میں ٹکراؤ کے بعد اپنا وجود کھو کر توانائی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

ذرا تصور کیجئے قیامت کا اس سے بہتر اور قابل قبول نظریہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ کسی طرح ان دونوں کائناتوں کا آپس میں تصادم ہو جائے اور پھر نہ مادہ رہے اور نہ ضد مادہ بلکہ ہر طرف توانائی کا دھارا پھوٹ پڑے۔ وہی صورت ہو گی کہ آسمان لپیٹ لئے جائیں گے اور توانائی کا روپ دھار کر ہر شے فنا ہو جائے گی۔ (بحوالہ سائنس میگزین)

ہم اپنے کرم فرماؤں کو احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے مبارک موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

عوامی کریانہ سٹور
اقصیٰ روڈ ربوہ

ہم اپنے تمام کرم فرماؤں کو احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے مبارک موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

نگینہ جنرل سٹور
اقصیٰ روڈ ربوہ

ہم عالمی جماعت احمدیہ کے تمام احباب کی خدمت میں احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

خان سینیٹری ورکس
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون ۹۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

● ــ وزیراعظم محترمہ بےنظیر بھٹو نے خیر سگالی کے جذبے کے طور پر وزیراعلیٰ پنجاب نواز شریف کو کھانے کی دعوت بھجوائی ہے جو انہوں نے قبول کر لی ہے اس کھانے کے دوران مرکز اور پنجاب کے درمیان مفاہمت کا مسئلہ سرفہرست ہو گا۔

● ــ وزیراعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ اگلے چند دنوں میں انکی وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو سے ملاقات کی توقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ کابینہ میں توسیع کا عمل بتدریج جاری رہے گا اور کابینہ میں وقتاً فوقتاً توسیع ہوتی رہے گی۔

● ــ کراچی میں ملیر کھوکھراپار کے علاقے میں شرپسندوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ۹ افراد کو ہلاک کر دیا جبکہ ۹ افراد فائرنگ سے زخمی ہو گئے۔

اسکے علاوہ شرپسند شاہ فیصل کالونی اور ائیرپورٹ کے علاقے میں بھی فائرنگ کرتے رہے۔ اور اپنی کارروائی کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سلسلے میں کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

فائرنگ کے بعد پورے ملیر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔

● ــ امریکہ کے محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان نے افغانستان کو روس کی طرف سے نئے ہتھیاروں کے سلسلے میں روس پر اعتراض کیا ہے۔

ترجمان نے روس کے اس الزام کو مسترد کر دیا ہے کہ امریکہ اور پاکستان افغانستان میں مسلسل جنگ کے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح پاکستان کو ہراساں نہیں کیا جا سکتا ترجمان نے کہا کہ پاکستان کو امریکہ کی مکمل حمایت حاصل ہے اور روس کو پاکستان کو خوفزدہ کرنے سے پہلے اچھی طرح سے سوچ لینا چاہیئے۔

● ــ افغانستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق بھارت کے تجربہ کار فوجی نجیب حکومت کی مدد کر رہے ہیں۔ ان میں پائلٹ بھی شامل ہیں ان فوجیوں کی تعداد کا اندازہ چھ اور سات سو کے درمیان ہے۔ پائلٹوں کی تعداد اسکی درجن بتائی جاتی ہے۔ فوجیوں کی کمان ایک سینئر افسر کے ہاتھ میں ہے جو سکھ ہے۔

● ــ صوبہ سرحد میں پاکستان پیپلز پارٹی اور عوامی نیشنل پارٹی (اے این پی) کے درمیان معاہدہ کے مطابق اے این پی سے تعلق رکھنے والے خالق خان صوبہ سرحد کے نئے گورنر ہونگے۔ بتایا گیا ہے کہ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے اس تقرری کے لئے رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

● ــ ۲۳؍ مارچ ۱۹۸۹ء کو ہونے والی یوم پاکستان کی پریڈ کی ایک فل سکیل ریہرسل رات کے وقت دو بجے شاہراہ قائداعظم لاہور پر کی گئی۔ ریہرسل کے دوران پریڈ اور بینڈ کے مظاہرے کے علاوہ ٹینکوں توپوں اور دوسرے فوجی سازوسامان کا مظاہرہ بھی کیا گیا۔

اسی طرح راولپنڈی کی مال روڈ پر بھی فل ڈریس ریہرسل کی گئی۔ حال ہی میں ملک کے اندر تیار کئے گئے ہتھیار بھی ریہرسل کے دوران دکھائے گئے۔

● ــ مشرقی پنجاب میں تشدد کے مختلف واقعات میں دو سکھ علیحدگی پسندوں سمیت نو افراد ہلاک ہو گئے۔

● ــ عوامی جمہوریہ چین کی کمیونسٹ پارٹی کے پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے وفد کے قائد نے کہا ہے کہ پاکستان اور چین کی دوستی سندھ اور یانگسی دریاؤں کی طرح رواں دواں رہے گی۔

انہوں نے چین کی کمیونسٹ پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے درمیان تعلقات قائم کرنے پر بھی اتفاق کیا۔

انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کی دوستی جو ہر آزمائش پر پوری اتری ہے۔ قراقرم کی چوٹیوں سے بلند اور سمندر سے گہری ہے۔

روزنامہ "الفضل" کے پرچوں کا ٹائم ٹیبل

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر نمبر کی تیاری کے ضمن میں ۲۲؍ مارچ کو "الفضل" کا پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ ۲۳؍ اور ۲۴؍ کو تعطیل ہو گی۔ اور ۲۶؍ مارچ کا شمارہ معمول کا شمارہ ہو گا۔

قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(آغا سیف اللہ مینجر "الفضل")

کراچی چائے
(اپنی چائے)
باذوق لوگوں کی شرطیہ پسند
منجانب
کراچی سٹور
رحمت بازار ربوہ

مٹی چھوڑ کورس
قیمت فی کورس ۱۵/- لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں۔
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: سیلز ۱۷۱، کلینک ۶۶، رہائش ڈاکٹرز ۲۰۷

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر مبارک
جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ملک پراپرٹی ڈیلر
گولبازار ربوہ
ملک زیاد عمر ابن ملک فضل عمر

ــ عالمگیر جماعت احمدیہ کے تمام احباب کو
ــ احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر
ــ دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
قائم شدہ ۱۹۵۲ء
زیورات کی خرید و فروخت کا قدیم مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان: ۶۴۹ رہائش: ۸۴۱

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے خوبصورت بیج اور دیدہ زیب سٹکر
تھوک اور پرچون نرخوں پر حاصل کریں
فضل نیوز ایجنسی اقصیٰ چوک ربوہ فون ۹۸۷

ــ ہم عالمی جماعت احمدیہ کے تمام اراکین کو
ــ احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر
ــ دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
میاں نسیم احمد طور گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ـ ربوہ
فون: ۸۳۷
رہائش: ۱۷

ہم احباب جماعت احمدیہ کو
صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر
دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
محمد امین ـ پروپرائٹر المحمود الیکٹرک سٹور ربوہ